سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۲

قرآن پاک کی روشنی میں

ثبوتِ قیامت

اور اس کے دلائل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۶۲

قرآن پاک کی روشنی میں

ثبوتِ قیامت

اور اس کے دلائل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : قرآنِ پاک کی روشنی میں ثبوتِ قیامت اور اس کے دلائل

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۹ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۹۷ء بروز جمعرات

مقام : حیدرآباد، سندھ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہٗ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

عصرِ حاضر میں علماء کو اچھا لباس پہننے کی ترغیب ۶
مفرحاتِ قلب ۸
اللہ والوں کی خوش دلی ۸
شرعی پردے کا اہتمام ۹
بلندی پر چڑھنے اور اُترنے کی سنت ۹
وضو کی مسنون دعا اور اس کی حکمت ۱۰
وضو کے بعد کی دعا اور اس کی حکمت ۱۱
توبہ کی تین قسمیں ۱۱
نفس کے مٹنے کی مثال ۱۳
نسبت مع اللہ کے آثار ۱۳
اہل اللہ کی نظر کی کرامت ۱۴
بدنظری کی لعنت ۱۸
بدنظری کی وجہ سے ذلیل ہونے کا ایک واقعہ ۱۹
بدنظری کا سب سے بڑا نقصان ۲۰
توبہ کرنے والا بھی ولی اللہ ہے ۲۱
تزکیہ یافتہ ہونے اور تزکیہ یافتہ سمجھنے کا فرق ۲۲
تکبر کا علاج ۲۳
وقوعِ قیامت کے عجیب و غریب دلائل ۲۴
دعا اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ کی انوکھی تشریح ۲۷
رشد کے معانی پر قرآنِ پاک سے عجیب استدلال ۲۷
مذکورہ دعا کا آیت اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ سے خاص ربط ۲۹
الہامِ رشد کے بعد شرِّنفس سے پناہ مانگنے کی وجہ ۳۱
تلخ زندگی اور بالطف حیات ۳۲
ایک دعا میں دو نعمتیں ۳۴
قیامت آنے کا سبب ۳۴
اجتماعی قیامت اور انفرادی قیامت ۳۵

www.khanqah.org
www.khanqah.org

قرآنِ پاک کی روشنی میں

ثبوتِ قیامت اور اس کے دلائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ

اَنْشَاَھَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۹﴾[۱]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ[۲]

اس وقت میرے آنے کا سبب کیا ہوا؟ حضرت مفتی وجیہ صاحب دامت برکاتہم (افسوس کہ انتقال فرماگئے۔ مرتب) خلیفہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لائے۔ ان کے ساتھ حافظ عبد القدیر صاحب جو ہیر آباد کا ہیرا ہے اور ان کی وجہ سے مجھے تقریر کرنا آئی۔ عجیب وغریب داستان ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے میری مثنوی مولانائے روم کی شرح شایع کی جس کا نام معارف مثنوی مولانا روم ہے۔ میں کسی کام سے یہاں آیا تھا۔

---

۱ یٰسٓ:۷۸-۷۹

۲ جامع الترمذی:۱۸۶/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید
مشکوٰۃ المصابیح:۲۱۷/۱، باب الاستعاذۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

انہوں نے بغیر میرے پوچھے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ آج آزاد میدان مسجد محلہ ہیر آباد میں شارح مثنوی مولانائے روم کی تقریر ہوگی۔ میں نے اس سے پہلے کبھی تقریر نہیں کی تھی، مجلس میں بیٹھ کر باتیں کرلینا اور ہے، منبر پر تقریر کرنا اور ہے۔ اس شخص نے بغیر میرے پوچھے مجھے بٹھلا دیا اور مقتل میں پیش کر دیا۔ میرا دل دھڑکنے لگا، چوں کہ میں نے کبھی مجمع عام سے خطاب نہیں کیا تھا، اس لیے مارے ڈر کے زبان خشک ہوگئی، الفاظ ادا ہونے کے لیے دہن میں لُعابِ دہن نہیں تھا، مگر اس شخص کے اخلاص وآبرو کو اللہ نے رکھ لیا کہ مضامین آنے لگے اور بیان ہوگیا۔ میرا پہلا بیان یہیں ہیر آباد سے شروع ہوا۔ اس کے بعد جب بیٹری چارج ہوگئی تو ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ مگر مقرر سازی اُسی نے سکھائی، زبردستی دریا میں پھینک دیا کہ تیرنا نہیں جانتے، مگر اب تیروگے جان بچانے کے لیے۔ تو حافظ عبدالقدیر صاحب کے یہاں میرا آنا جانا شروع ہوا اور اُن ہی کے گھر سے دعوت و تبلیغ کا کام حیدرآباد میں شروع ہوا۔ میں ہر مہینہ آیا کرتا تھا مگر اب ضُعف کی وجہ سے اور کچھ مصروفیات کی وجہ سے آنا نہیں ہورہا، تو حضرت مفتی صاحب کے ساتھ یہ بھی پہنچ گئے اور میر پور خاص سے ہمارے ایک پیر بھائی بھی پہنچ گئے، تینوں نے خواہش ظاہر کی کہ بہت عرصہ ہوا سندھ کے اندرونی ضلعوں میں اور قصبات میں آنا نہیں ہوا، تو تینوں بزرگوں کو دیکھ کر بڑی ہمت ہوگئی۔ ہمدرد نے تو شربت روح افزا ایجاد کیا ہے مگر بزرگوں کی صحبت شربت ہمت افزا ہے اور شربت محبت افزا بھی ہے، تو ان حضرات کی خواہش پر میں یہاں حاضر ہوا ہوں ۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں

سمجھتا خاک اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

عصرِ حاضر میں علماء کو اچھا لباس پہننے کی ترغیب

اور یہاں آنے سے پہلے یہ جبہ بھی مجھے ہدیہ ملا، مکہ شریف میں ایک دوست ہیں

انہوں نے مجھے یہ ہدیہ دیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اپنی نعمت کو اپنے بندوں پر دیکھنا۔ جیسے ابا اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اچھا کپڑا پہنادے اور عید، بقرہ عید پر وہ بچے میلا کچیلا پہن لیں تو ابا کو ناراضگی ہوتی ہے یا نہیں؟ تو ربانے ہم کو جو اسی ہفتہ میں تازہ ہدیہ دلایا تو میں نے سوچا کہ میں بحیثیتِ ٹیچر جارہا ہوں، تو مجھے پھٹیچر نہیں ہونا چاہیے اور آج دن بھی غالباً سنیچر ہے، تو میں اس حدیث پر عمل کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور میں مراقبہ کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کے اثر کو دیکھ کر مجھ سے خوش ہو رہے ہیں اور میں دعوت الی اللہ کو عظمتِ دین کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ اس زمانے میں مولویوں کے بارے میں یہی گمان ہے کہ چندہ مانگنے آیا ہوگا، زکوٰۃ، صدقات اینڈ چمڑات لینے آیا ہوگا، اس لیے میرا مشورہ یہی ہے کہ اب وہ زمانہ سلف کا نہیں رہا کہ بزرگوں سے لوگ ان کی سادگی کی وجہ سے حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ اب اگر پیوند لگائے کپڑے پہن لو تو عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیراتی مولوی ہے، لیکن اگر اس جبے کے ساتھ کوئی سفر کرے اور منبر پر بیان کرے تو کیا کسی کے دل میں یہ وسوسہ آئے گا کہ چندہ لینے آیا ہے؟

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پیوند لگا ہوا کپڑا سنت ادا کرنے کے لیے پہنا۔ سفر پر جارہے تھے، بڑی پیرانی صاحبہ نے فرمایا کہ آپ پیوند لگا کپڑا پہننے کی سنت اپنے گھر پر ادا کیجیے، آپ باہر جارہے ہیں، مریدین گھبرا جائیں گے کہ ہمارے پیر کے پاس کپڑے نہیں ہیں، تو اس میں ایک قسم کا درپردہ سوال ہے کہ آج کل پیر صاحب کے پاس کپڑے نہیں ہیں، اس لیے اِنہیں کپڑوں کا ہدیہ پیش کرو، لہٰذا آپ یہ سنت اپنے وطن تھانہ بھون میں ادا کیجیے، باہر ایسے لباس میں جائیے کہ آپ کے مریدوں کو ذہنی پریشانی نہ ہو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک واعظ ایسا تھا جو ہر زمیندار کے بلانے پر وعظ کہنے جاتا تھا مگر کپڑا بہت کمزور، پھٹیچر، بالکل بوسیدہ اور خستہ پہن کر جاتا۔ جب وعظ کہتا تھا تو بیچ میں نعرہ مارتا اور گریبان کو اللہ اکبر کہہ کر پھاڑ دیتا تھا۔ اب جو میزبان بلاتا تھا وہ کہتا تھا کہ میرے گھر سے پھٹیچر جائے گا تو دنیا کیا کہے گی، لہٰذا رات بھر میں درزی سے نیا جوڑا سلوا کر دے دیتا تھا، اس بہانے سے وہ ہر وعظ میں نیا جوڑا حاصل کر لیتا۔ تو بتائیے اس کی یہ ٹیچری اور پھٹیچری کرکٹ کی سنچری ہے کہ نہیں؟

اس لیے دوستو! جب نیا اور اچھا لباس پہنو تو خود کو بڑا نہ سمجھو، جب لباس بہترین پہنو تو اللہ کا شکر بھی بہترین طریقے سے ادا کرو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ساڑھے چار سو درہم کی چادر اوڑھتے تھے، اُس زمانے کا ساڑھے چار سو! اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا، اِس زمانے میں اچھے کپڑے پہنو تا کہ علماء کی بے وقعتی نہ ہو۔ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے صوفیو اور مولویو! اور اے دیندارو اور داڑھی والو! چار پیسے بچا کر رکھو، ورنہ امیر لوگ تم کو اپنی ناک صاف کرنے کا رومال بنالیں گے۔ اگر اللہ چار پیسہ دے تو اس کو ضایع مت کرو، اس سے قلب مستغنی رہتا ہے۔

مفرحاتِ قلب

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں سو کا نوٹ جیب میں ہو تو ایک بوتل کا نشہ رہتا ہے، لیکن یہ اُس زمانے کا سو کا نوٹ تھا، آج کا تو ہزار کا نوٹ بھی اس مقام پر نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ اطباء اور حکماء نے ایک غلطی کی ہے کہ جہاں مفرحاتِ قلب کی دوائیں خمیرہ آبریشم، خمیرہ مروارید وغیرہ لکھی ہیں وہاں دو چیزیں وہ بھول گئے: ایک یہ کہ جیب میں کچھ سکہ بھی ہو اور دوسری چیز چھوٹے بچے ہیں، یہ بھی مفرحِ قلب ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب خانقاہ سے اپنے گھر کی طرف جاتے تھے تو راستے میں چھوٹے چھوٹے بچوں میں کسی کا کان اینٹھ دیا، کسی کے سر پر ہلکا سے چپت لگا دیا۔ اب وہ غصہ ہو رہا ہے کہ اللہ کرے بڑے ابّا مر جائیں، تھانہ بھون کے بچے حضرت کو بڑے ابّا کہتے تھے، تو حضرت فرماتے تھے کہ جب بچے کہتے ہیں کہ یا اللہ بڑے ابّا مر جائیں تو مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ یہ دعا دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے ابّا کو جلدی سے اپنی ملاقات عطا فرمادیں۔

اللہ والوں کی خوش دلی

مولانا ظفر احمد عثمانی حضرت کے سگے بھانجے تھے جن کی ایک چھوٹی سی دودھ پیتی بچی تھی۔ ایک مرتبہ خانقاہ میں خربوزہ آیا۔ حضرت نے خربوزے کی ٹوکری خالی کر کے اس میں اُن کی سوئی ہوئی بچی کو رکھ کر اُوپر سے بند کر دیا۔ وہ ٹوکری ایسی ہوتی تھی جس میں جگہ جگہ

www.khanqah.org

سوراخ ہوتے ہیں اور سانس لینے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ یہ ٹوکری میرے بھانجے ظفر عثمانی کو پیش کر دو کہ ماموں نے ایک عظیم تحفہ بھیجا ہے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی سمجھے کہ ماموں نے ہمیں کوئی خربوزہ، تربوز، کیلا یا کوئی اور پھل وغیرہ بھیجا ہو گا۔ جب اس کو کھول کر دیکھا تو اپنی بچی نکلی تو فرمایا: واقعی عظیم تحفہ ہے۔ اس سے حضرت کی خوش مزاجی اور خوش دلی بھی ثابت ہوتی ہے۔ آج کل خوش دلی والے کو پیر ہی نہیں سمجھتے۔ سمجھتے ہیں کہ پیر وہ ہے جو آنکھ لال کیے ہو اور بھینسے کی طرح سانس پھلاتا ہو، ناک پھلا پھلا کر سانس لے رہا ہو اور سب پر رعب جمائے ہوئے ہو۔ یہ طریقہ ہمارے بزرگوں کا نہیں ہے، ہمارے بزرگ تو گھل مل کے رہتے ہیں۔

شرعی پردے کا اہتمام

ایک واقعہ یاد آگیا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے سگے بھائی مولانا سعید احمد صاحب جب بارہ سال کے ہوگئے، تو حکیم الامت نے پوچھا مولوی سعید! تمہاری کیا عمر ہوگئی؟ کہا بارہ سال۔ فرمایا ممانی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بس پھر گھر نہیں گئے حالاں کہ حضرت پیرانی صاحبہ نے ان کو پالا تھا، ان کی اماں بچپن میں انتقال کر گئیں تھیں۔ پیرانی صاحبہ نے فرمایا یہ تو چھوٹا سا تھا، ہم نے اسے ہگایا مُتایا ہے۔ فرمایا کچھ بھی ہو مسئلہ یہی ہے۔ ماں اپنے بچے کو ہگاتی متاتی ہے، مگر جب بچہ بالغ ہو جائے تو کیا پھر بھی اس کو ہگا متا سکتی ہے؟ شرم کی جگہ دیکھ سکتی ہے؟ بعضے لوگ کراچی میں چھوٹے بچوں کو نوکر رکھتے ہیں، جب وہ بالغ ہو جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ آنے جانے دو، یہ تو بچپن کا پالا ہوا ہے۔ دوستو! عمر کی زیادتی سے مسئلے بدل جاتے ہیں۔ وہ لڑکا جس کو چار پانچ سال کی عمر سے پالا تھا جب بالغ ہو گیا تو اب اس کا گھر میں آنا جانا جائز نہیں ہے، اب اس سے پردہ کرو، شرعی پردہ بہت ضروری ہے۔

بلندی پر چڑھنے اور اُترنے کی سنت

میں جس مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہوں اس سے پہلے دو تین سنت پیش کرتا ہوں کہ میرے شیخ کی ہدایت ہے کہ وعظ سے پہلے دو تین سنت بیان کر دو کہ امت کو کچھ عمل بھی مل

www.khanqah.org

جائے، جس میں سے نمبر ایک سنت یہ ہے کہ جب اُوپر چڑھیے تو اللہ اکبر کہیے۔ جب نیچے اتریے تو سبحان اللہ کہیے، چاہے مسجد کی سیڑھی ہو یا ہوائی جہاز یا موٹر، جب چڑھائی پر چڑھے تو اس وقت اللہ اکبر کہا کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بخاری شریف کی روایت ہے اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا ہم لوگ جب اُوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا[۳] اور جب نیچے اترتے تھے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ ملّا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بلندی پر چڑھنے سے انسان کو خیال آتا ہے کہ میں بہت بلند ہو گیا۔ شریعت نے یہ سکھا دیا کہ بلندی پر چڑھو تو اپنی بڑائی کی نفی کر دو کہ اللہ اکبر، اے اللہ! آپ بڑے ہیں ہم بڑے نہیں ہیں، ہم جو نیچے تھے وہی یہاں بھی ہیں، نیچے بھی بندے تھے، اب بھی بندے ہیں، بلندی تو بس آپ ہی کو زیبا ہے۔ اور جب نیچے اُترو تو کہو سبحان اللہ۔ اس میں یہ راز ہے کہ ہم نیچے ہو رہے ہیں، مگر اے اللہ! آپ نیچے ہونے سے پاک ہیں۔

وضو کی مسنون دعا اور اس کی حکمت

معارف الحدیث کتاب الوضوء میں اور مجمع الزوائد میں یہ حدیث ہے کہ جو وضو سے پہلے یہ دعا پڑھ لے، بِسْمِ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ تو جب تک وضو رہے گا فرشتے ثواب لکھتے رہیں گے، چاہے ناشتہ کر رہا ہو یا بیوی سے بات کر رہا ہو۔ تو دو سنتیں ہو گئیں۔ اور تیسری سنت یہ ہے کہ وضو کے درمیان جو دعا ثابت ہے اس کو پڑھو۔ مولانا لوگوں کی بنائی ہوئی دعائیں پڑھنے والے حدیث کی دعا کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ بات میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے بتائی کہ ہر وضو کے وقت میں اگر غیر مسنون دعائیں پڑھیں گے تو حدیث کی دعا کیسے پڑھ سکیں گے؟ لہٰذا جو دعا سنت ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ[۴]

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے مکان کو وسیع کر دے، اور (چوں کہ بڑا

---

[۳] صحیح البخاری: ۱/۴۲۰ (۳۰۰۶)، باب التسبیح اذا ھبط وادیا، المکتبۃ المظھریۃ
[۴] کنزالعمال: ۲/۱۸۰ (۳۶۳۳)، فصل فی جوامع الادعیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

مکان دیکھ کر مہمان بہت آئیں گے اس لیے) رزق میں بھی برکت دے دے۔

وضو کے بعد کی دعا اور اس کی حکمت

جب وضو ختم ہو جائے تو کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ[۵]

اے اللہ! ہم کو تَوَّابُوْن یعنی بہت زیادہ توبہ کرنے والا بنادے اور طہارتِ باطنی بھی نصیب فرمادے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو کے بعد یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں سکھائی؟ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بواسطہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بندوں کو سکھادیا کہ اے اللہ! اوپر کے اعضا تو ہم نے دھو لیے، مگر دل تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا ہمارے دل کو بھی دھو دیجیے یعنی دل کو غیر اللہ سے پاک کر دیجیے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ۔ اے اللہ! ہم کو تَوَّابُوْن بنادیجیے۔

اور توبہ تین قسم کی ہے:

توبہ کی تین قسمیں

اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ اِلَى الطَّاعَةِ

گناہ چھوڑ کر عبادت گزار، فرماں بردار ہو جاؤ۔

توبہ کی دوسری قسم ہے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَةِ اِلَى الذِّكْرِ غفلت کی زندگی چھوڑ کر ذکر اللہ جو شیخ نے بتایا ہو شروع کر دو۔ اور جب ذکر شروع کرو تو یہ شعر پڑھ لیا کرو۔

مدت کے بعد پھر تری یادوں کا سلسلہ
اک جسمِ ناتواں کو توانائی دے گیا

---

۵ جامع الترمذی: ١٨/١، باب فی ما یقول بعد الوضوء، ایچ ایم سعید

بتاؤ بادام اور مرغی کا سوپ (soup) کون پیدا کرتا ہے؟ تو جو اس کا پیدا کرنے والا ہے اس کے نام میں کتنی طاقت ہوگی؟ آج کل لوگ سوپ پیتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ سوپ سے زیادہ مالک کو یاد کرو اور گناہ چھوڑ دو۔ گناہ سے قلب اور قالب دونوں میں کمزوری آتی ہے، گناہ سے پہلے دل کمزور ہوتا ہے اور دل جسم کا بادشاہ ہے، جب بادشاہ کمزور ہو تو جسم تو رعایا ہے، وہ کیسے کمزور نہیں ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقابلے میں کافر ٹھہرتے نہیں تھے۔ تقویٰ کی برکت سے بہت طاقت رہتی ہے۔

توبہ کی تیسری قسم ہے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَیْبَةِ اِلَی الْحُضُوْرِ [۶] اگر کسی وقت دل اللہ سے غائب ہوجائے اور دنیا میں پھنس جائے تو فوراً دل کو پکڑ کر اللہ کے حضور میں حاضر کردو، دل کو غائب نہ ہونے دو۔ جس کا دل ہر وقت اللہ کے حضور میں رہے، سمجھو وہ اعلیٰ قسم کا تائب ہے یعنی تَوَّابٌ ہے، مگر یہ نسبت ملتی ہے اہلِ نسبت کی صحبت سے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ایسا تعلق نصیب ہوتا ہے کہ وہ ایک سیکنڈ بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتا، چاہے کاروبار کرتا ہو، بزنس کرتا ہو، بادشاہت کرتا ہو۔ اس پر میرا ایک اردو کا شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

جس کی میں نے یہ تعبیر کی ہے کہ اگر کوئی کانٹا چبھ کر ٹوٹ جائے تو آپ بریانی پلاؤ کھا رہے ہوں یا نئی شادی ہوئی ہو، نوٹوں کی گڈیاں گن رہے ہو تو کیا اس کانٹے کا درد نہیں رہے گا؟ اس کی چبھن ہر وقت رہے گی، تو اللہ تعالیٰ کی محبت پر اختر کا یہ شعر ہے ؎

کوئی کانٹا چبھے اور ٹوٹ جائے
اِسی کا نام ہے دردِ محبت

مگر یہ درد ملتا ہے اللہ والوں کی صحبت سے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نس نتواں کشت الّا ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کش راسخت گیر

---

[۶] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۰۶، باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

نفس کی خواہشات مغلوب نہیں ہو سکتیں جب تک پیر کا سایہ نہ ہو۔

نفس کے مٹنے کی مثال

اگر کوئی گدھا نمک کی کان میں گر جائے تو نمک بن جاتا ہے یا نہیں؟ مگر مرنے کے بعد نمک بنتا ہے، جب تک سانس لیتا رہے گا گدھے کا گدھا ہی رہے گا۔ یاد رکھو! یہ بہت عمدہ مثال ہے، اگر گدھا زندہ رہے اور سانس لیتا رہے تو گدھا رہے گا، جب مر جائے گا تو نمک بن جائے گا۔ جو نفس کو مٹا دے گا تو پھر اللہ والوں کے ماحول میں وہ بھی اللہ والا ہو جائے گا۔ جو لوگ اللہ والوں کے ماحول اور صحبت میں بھی اللہ والے نہیں بن سکے ان کا نفس گدھا زندہ تھا، سانس لے رہا تھا، یعنی وہ گناہ نہیں چھوڑ رہے تھے۔ آپ لوگ خوب سمجھ گئے میری بات! بھئی اتنی عمدہ مثال ہے کہ اگر گدھا سانس لے رہا ہے تو بتاؤ وہ نمک بنے گا؟ سانس اور اس کی حیات مانعِ نمکیات ہے، اسی لیے جن لوگوں نے اپنے نفس کو مٹا دیا وہ اللہ کے ولی ہو گئے اور جب اللہ کے ولی ہو گئے اور نسبت عطا ہو گئی تو اُن کے آثارِ نسبت کو نہ صرف خود اُنہوں نے بلکہ سارے عالم نے محسوس کر لیا۔

نسبت مع اللہ کے آثار

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب کوئی آدمی ولی اللہ بنتا ہے اور اُسے نسبت عطا ہو جاتی ہے تو کیا اس صاحبِ نسبت کو اپنی نسبت اور ولایت کا علم ہو جاتا ہے؟ یعنی کیا اس کو پتا چل جاتا ہے کہ اب میں صاحبِ نسبت ہو گیا ہوں؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! جب آپ بالغ ہوئے تھے تو آپ کو پتا چلا تھا کہ نہیں کہ میں بالغ ہو گیا یا آپ نے دوستوں سے پوچھا تھا کہ یارو! بتاؤ کہ میں بالغ ہوا یا نہیں؟ آہ! جب جسمانی بالغ ہونے کا احساس خود ہو جاتا ہے تو جس کی روح اللہ تک بالغ ہو گی اس کے قلب کے عالم کا کیا عالم ہو گا؟ کیا اس کو پتا نہیں چلے گا۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جس وقت اللہ دل میں آتا ہے یعنی تجلّی ٔخاص سے متجلی ہوتا ہے تو سارے عالم کے سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہونے لگتے ہیں، چاند سورج کی روشنیاں پھیکی پڑجاتی ہیں، حسینوں کی دنیا نگاہوں سے گر جاتی ہے، لیلائے کائنات اور مجانینِ عالم اللہ کی محبت کے نشے کے آگے کیا بیچتے ہیں، سورج اور چاند کی روشنی کیا بیچتی ہے، بادشاہوں کے تخت و تاج کیا بیچتے ہیں؟ لیکن کیا کہوں یہ دردِ دل اور نسبت مع اللہ حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ کی صحبت کا ایک معتدبہ زمانہ چاہیے کہ سفر اور حضر دونوں میں ان کے ساتھ رہو اور مجاہدہ کی مشقت بھی اُٹھاؤ، دیکھو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ان کی نظرِ عنایت پڑ جائے گی۔

اہل اللہ کی نظر کی کرامت

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے ایک مرتبہ دلّی کی مسجد فتح پوری میں بہت دیر تک عبادت کے بعد نکلے تو ان کا دل انوار سے بھر گیا تھا، نور بھر کر دل سے چھلک رہا تھا، چہرے سے جھلک رہا تھا اور آنکھوں سے ٹپک رہا تھا، وہ نظر ایک کتے پر پڑ گئی۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے راوی ہیں کہ جس طرف وہ کتا جاتا تھا دلّی کے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہ! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے؟ اس لیے اہل اللہ کے صحبت یافتہ کو حقیر مت سمجھو، تمہاری تف اور تمہارا تھوک تمہارے چہرے کے اُوپر ہی گرے گا۔ سورج پر کوئی تھوکتا ہے تو اُس کا تھوک اُسی کے چہرے پر گرتا ہے۔ یقین رکھو کہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آں کو تف زند ریشش بسوزد

جس چراغ کو حق تعالیٰ روشن کرے تو جو اس پر تھوکتا ہے اسی کی داڑھی جل جاتی ہے۔ اب میں ایک قصہ سناتا ہوں۔ ایک دن میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

مثنوی شریف پڑھا رہے تھے۔ ایک شعر کی شرح ایک گھنٹہ کی۔

خم کہ از دریا در او راہے شود
پیشِ او جیحون ہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے خفیہ راستہ ہو۔ اب کوئی کہے کہ دریا کا ترجمہ سمندر کیوں ہورہا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ دریا کا ترجمہ اس شعر میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے سمندر فرمایا ہے اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ ہماری مثنوی کی سند یہ ہے کہ میں نے مثنوی شریف حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، انہوں نے حکیم الامت سے پڑھی اور حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب سے پڑھی۔

آپ نے میرا سلسلۂ نسب، سلسلۂ تعلیمِ مثنوی سن لیا۔ تو یہاں دریا کا ترجمہ سمندر ہے۔ جس مٹکے کو سمندر سے خفیہ رابطہ ہوگا تو اگرچہ اس مٹکے کے اندر دس بیس کلو پانی ہو، لیکن بڑے بڑے دریائے جیحون و دریائے فرات اس کے سامنے زانوئے ادب تہہ کریں گے۔ کیوں کہ دریائے جیحون خشک ہوسکتے ہیں، لیکن جس مٹکے میں سمندر سے پانی آرہا ہے وہ خشک نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اہل اللہ کے قلوب پر علوم وارد ہوتے ہیں۔ وہ آسمانوں کی پیتے ہیں، دنیا کے کافر زمین کی پیتے ہیں۔

میرے پینے کو دوستو سن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

تو مثنوی کے اس شعر کی شرح کے دوران جب میں نے اپنے شیخ کو دیکھا، تو حضرت کی آنکھیں اُس دن اتنی لال تھیں کہ جیسے ریل کا سگنل سرخ ہوتا ہے اور حضرت والا میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے دیکھ کر ادب سے فوراً نگاہ نیچی کرلی اور تقریباً دس منٹ کے بعد پھر میں نے حضرت کی طرف دیکھا تو پورے مجمع سے نظر ہٹا کر مجھ ہی کو دیکھ رہے تھے بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے۔ تیسری دفعہ دس پندرہ منٹ کے بعد پھر جب میں نے دیکھا تو حضرت کسی کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے مجھ ہی کو لال آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے شمس الدین

www.khanqah.org

تبریزی ہوں جن سے مولانا رومی نے فرمایا تھا ؎

خونداریم اے جمالِ مہتری
کہ لبِ ماخشک و تو تنہا خوری

اے شمس الدین، میرے پیر و مرشد! آپ اللہ کے قرب کی شراب کا مٹکے کا مٹکا پی رہے ہیں کچھ ہمیں بھی تو عطا فرما دیجیے، اللہ کے قرب کے باغ سے کچھ میرے کان میں بھی بتا دیجیے کہ آپ اتنے مست کیوں رہتے ہیں؟ شمس الدین تبریزی نے فرمایا کہ جلال الدین تم میرے ساتھ نیک گمان رکھتے ہو، لیکن میرے پاس یہ سب کچھ نہیں ہے جس کا تمہیں حسنِ ظن ہے۔ مولانا رومی نے فرمایا کہ آپ کی تواضع سے ہم دھوکا نہیں کھاسکتے اور دلیل میں یہ شعر پیش کیا ؎

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشمِ مستِ خویشتن را چوں کند

شراب کی بو کو اگر کوئی شرابی الائچی کھا کر چھپا بھی لے، لیکن وہ ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا؟ جب دنیاوی شراب کا یہ حال ہے تو جو راتوں کو اللہ تعالیٰ کی شرابِ آسمانی پیتے ہیں اس کا نشہ کیسے چھپ سکتا ہے؟ ریاض خیر آبادی کے ایک شعر پر ایک رئیس سبحان اللہ خان نے چاندی کے ایک ہزار روپے آج سے سو برس پہلے ان کو پیش کیے تھے۔ بولیے! ایسے ایسے لوگ بھی تھے۔ آج کل میں بہت اچھے اچھے شعر پیش کرتا ہوں، لیکن کوئی بھی نہیں دیتا۔ (اس مزاح پر سامعین ہنس پڑے۔ مرتب) ان کو ایک شعر پر ایک ہزار چاندی کا روپیہ دیا تھا وہ کیا شعر تھا ؎

اُتری جو آسمان سے تھی کل اُٹھا تو لا
طاقِ حرم سے شیخ وہ بوتل اُٹھا تو لا

اے شیخ! حرم کے طاق میں جو تو نے چھپا کے رکھی ہے وہ مجھے بھی پلا دے۔ یعنی آسمانوں سے جو اللہ نے آپ کو اپنی محبت عطا فرمائی ہے اس کا تھوڑا سا مزہ ہمیں بھی چکھائیے۔

تو مولانا روم اپنے شیخ کے ایسے عاشق تھے کہ شیخ کی تواضع سے دھوکا نہیں کھایا۔ شیخ اگر کہہ دے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو اُلو ہوگا جو دھوکا کھا جائے گا۔ مولانا گنگوہی

رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے پاس کچھ نہیں ہے، میں کچھ نہیں ہوں۔ اُن کی یہ بات سن کر دو دیہاتی اُٹھے اور بھاگ گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ جب میاں جی کے پاس کچھ نہیں ہے تو ہمیں کیا دیں گے۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ فرمانا کہ میں کچھ نہیں ہوں یہی دلیل ہے کہ وہ بہت کچھ تھے۔

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب بہت دیندار ہیں مگر ایک کمی ہے کہ اپنے کو دیندار سمجھتے بھی ہیں۔ آہ! کیا بات ہے، کیا بات ہے، اس بات کی کیا بات ہے! دیندار ہونا تو فرض ہے مگر خود کو دیندار سمجھنا حرام ہے۔

ایک آیت قرآنِ پاک سے اس کے استدلال میں پیش کرتا ہوں، ان شاء اللہ کوئی دعویٰ میرا ایسا نہیں ہوگا جس کی دلیل میں قرآنِ پاک یا حدیثِ پاک سے پیش نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کے گندے گندے تقاضوں کا تزکیہ کرلیا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا[ک] اور وہ نامراد ہوگیا جس نے اپنی گندی خواہشات اور حرام لذتوں کی درآمدات اور امپورٹنگ کو جاری رکھا کہ اللہ بھی مل جائے اور ہماری بت پرستی بھی چلتی رہے۔ ایک ٹانگ خانقاہ میں اور دوسری ٹانگ بت خانے میں یعنی حسینوں اور نمکینوں کا چکر بھی اور تسبیح پر اللہ اللہ بھی۔ تو سمجھ لو کہ ایسے اللہ نہیں ملتا، ایسا شخص نامراد اور بے سکون رہتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں اے بے وقوفو! سن لو نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھے گی۔

نیست آبِ شور درمانِ عطش

نمکین پانی سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور بڑھ جائے گی، اگرچہ وہ پیتے ہوئے خوش ذائقہ اور ٹھنڈا

ک الشمس: ۹-۱۰

معلوم ہو۔

تو دوستو! یہ عرض کرتا ہوں کہ بڑھے بڑھے لوگ بھی آج بد نظری کا شکار ہیں۔ بال سفید ہوگئے مگر نفس کی داڑھی سفید نہیں ہوتی۔

دھوکا نہ کھائیو کسی ریشِ سفید سے
ہے نفس نہاں ریشِ مسوّد لیے ہوئے

یہ میرا شعر ہے۔ اُوپر سے داڑھی سفید ہے لیکن نفس اندر کالی داڑھی لیے بیٹھا ہے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

بد نظری کی لعنت

دوستو! بُت پرستی چھوڑ دو۔ خبردار! اپنی نظروں کو حسینوں پر خراب مت کرو۔ یہ حسین چلتے پھرتے بُت ہیں۔ ان کو دل سے نکال دو ورنہ نبی کی بد دعا لگ جائے گی۔ کیا بد دعا ہے نبی کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ[۸] اے اللہ! اس ظالم پر لعنت فرما جو اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتا، جو بد نظری کرتا ہے اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرتا ہے یعنی ناظر اور منظور دونوں پر نبی کی لعنت ہے۔ ذرا نظر بازی کرتے ہوئے اس حدیث کا خیال کیا کرو کہ میں نبی کے عشق میں نعتیں پڑھتا ہوں، اشکبار آنکھوں سے روضہ مبارک پر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہوں، مگر کس بے دردی اور جسارت کے ساتھ لعنتِ نبی کو اختیار کر رہا ہوں۔

بتاؤ! لعنت کے معنیٰ کیا ہیں؟ اللہ کی رحمت سے دُوری، اور اللہ کی رحمت سے دور کس لیے ہو رہے ہو؟ مرنے والی لاشوں کے لیے، عارضی ڈسٹمپروں کے لیے پیغمبروں کے خلاف راستہ اختیار کر رہے ہو۔ بین الاقوامی اُلو اور انٹرنیشنل ڈونکی (Donkey) جس کو دیکھنا ہو تو ان کو دیکھو جو اپنی نظر سے عارضی رنگ کو دیکھ رہے ہیں اور خود بے رنگ ہو رہے ہیں۔ ان

---

۸ مشکوٰۃ المصابیح:۱/۲۷۰، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

کے ایمان کا ٹکٹ اترا جارہا ہے اور انہیں خبر نہیں کہ ہم بے رنگ ہورہے ہیں۔ ایسے رنگ کو مت دیکھو جس سے تمہارا رنگ بے رنگ ہو جائے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بد نظری احمقوں کا گناہ ہے۔ ساری زندگی دیکھتے رہو پاؤ گے کچھ نہیں، نظر بازی کرتے کرتے مر جاؤ، مگر کسی حسین کو نہیں پاسکو گے، عزت و آبرو الگ جائے گی۔

بد نظری کی وجہ سے ذلیل ہونے کا ایک واقعہ

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ریل میں سفر کررہے تھے۔ فرماتے ہیں کہ سامنے دوسری ریل آکر کھڑی ہوگئی۔ میرے ڈبے میں میرے سامنے ایک نوجوان نظر کا مریض تھا۔ دوسری ریل میں ایک نیا شادی شدہ جوڑا پنجاب کا تھا۔ یہ اُلو کا دادا اگرچہ جوان تھا لیکن کچھ لوگ بہت جلدی دادا بن جاتے ہیں داداگیری کرتے ہوئے۔ یہ بار بار اس کی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ پنجابی تگڑا تھا۔ اس نے گالی دے کر کہا کہ او خبیث کے بچے! کیوں بار بار میری بیوی کو دیکھتا ہے؟ ہزار دفعہ دیکھ لے، پائے گا کچھ نہیں، رات کو میرے ہی پاس سوئے گی۔ دیکھو! گناہوں سے ہمیشہ ذلت ملتی ہے اور تقویٰ سے عزت ملتی ہے۔ بدنگاہی سے سوائے گالی کے اور کیا ملا! تو ایسے انٹرنیشنل اُلو کو دیکھنا ہو تو نظر بازوں کو دیکھو۔

بتاؤ دیکھنے سے کیا پاؤ گے؟ اپنی گھر کی چٹنی روٹی پر خوش رہو۔ جس کے پاس چٹنی روٹی بھی نہ ہو، مان لو شادی نہیں ہوئی یا بیوی مر گئی اب دوسرا کوئی پوچھتا نہیں تو کیا کرے؟ ایک بڈھے سے کسی نے کہا کہ جب بیوی مر گئی تو دوسری شادی کیوں نہیں کی؟ تو بڈھے نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں کسی نوجوان لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو وہ مجھے بڈھا کہہ کر (Reject) کردیتی ہے اور جب کوئی بڈھی راضی ہوتی ہے تو اس کو میں (Reject) کردیتا ہوں، دونوں طرف سے (Rejected) ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کا علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر ایمان لاؤ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ[۹] کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ ہزاروں اولیاء اللہ ایسے ہوئے ہیں جن کی شادی نہیں ہوئی، مجبوراً نہیں کرسکے، جن میں بشر حافی بھی ہیں، علامہ قسطلانی بھی ہیں اور مسلم شریف کے شارح شیخ محی الدین ابوزکریا نووی

---

۹ الزمر: ۳۶

www.khanqah.org

بھی ہیں۔ اور آج کل کے سہارن پور کے شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب بھی ہیں، لیکن جس کے پاس اسباب ہوں وہ اس سنت کو نہ چھوڑے لیکن جو مجبور ہیں وہ ماجور ہیں۔

بد نظری کا سب سے بڑا نقصان

تو یہ عرض کررہا ہوں کہ بد نظری کے گناہ کو چھوڑ دو، یہ معمولی گناہ نہیں ہے، دل کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ بد نظری کے گناہ کے باعث بہت سے لوگ خانقاہ میں رہ کر بھی ولی اللہ نہیں ہوئے۔ مولانا رومی اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک گھر میں دو چور گھس گئے۔ اس زمانے میں چراغ نہیں ہوتا تھا۔ پتھر سے پتھر رگڑ کر روئی کی بتی جلا کر روشنی حاصل کیا کرتے تھے۔ گھر والے کو آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے پتھر رگڑا تو ایک چور نے اس پر انگلی رکھ دی، گھر والا جب بھی پتھر رگڑ کر روئی کی بتّی جلاتا چور اس پر انگلی رکھ دیتا جس سے روشنی بجھ جاتی، جس سے چوروں کو خوب موقع ملا مال لوٹنے کا۔ اسی طرح بہت سے سالک ذکر و تہجد سے، تلاوت سے، بزرگوں کی صحبت سے قلب میں نور پیدا کرتے ہیں، لیکن شیطان اس نور پر انگلی رکھتا رہتا ہے یعنی کسی گناہ میں مبتلا کر کے طاعات کے نور کو بجھاتا رہتا ہے، ان کا نور تام نہیں ہونے پاتا، وہ ہمیشہ خام رہتے ہیں اور نسبتِ اعلیٰ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ اسی کے لیے دعا ہے کہ رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا[۱]
دوستو! ہمت کرلو اللہ کے نام پر، اختر کو یہ عزم للہ دے دو کہ کبھی اللہ کو ناراض نہیں کریں گے۔

اللہ کے نام پر گناہ چھوڑنے کا وعدہ کرلو یہی ہمارا اِللّٰہ ہے یعنی اللہ کے لیے سوال کرنا ہے، یہی ہمارا چندہ ہے اور گناہ سے کچھ فائدہ نہیں، کسی دن جنازہ دفن ہوگا۔ آپ بتایئے! مرنے کے بعد کوئی انسان گناہ کر سکتا ہے؟ تو مرنے کے بعد جو گناہ مجبوراً چھوڑنے والے ہو زندگی میں اپنے اختیار سے چھوڑ کر انعامِ ولایت لے لو، جیتے جی اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ مُردہ کیا اللہ پر فدا ہوگا؟ جیتے جی اللہ پر فدا ہو جاؤ، پھر دیکھو اللہ کیا نوازش کرتا ہے۔ پورے عالم میں دھوم مچادے گا۔ تم اپنے کو چھپاتے پھروگے۔ سارا عالم تمہارے تقویٰ کی خوشبو کے پیچھے پھرے گا۔

خلقے پسِ دیوانہ و دیوانہ بکارے

اور جو مرنے والوں کے دیوانے ہیں بس کیا کہیں کہ کس قدر گھاٹے میں ہیں۔

---

[۱] التحریم: ۸

www.khanqah.org

سب سے بڑا عذاب بد نظری کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب سے محروم رہتا ہے۔ بتاؤ! اس سے بڑا کوئی عذاب ہے کہ انسان اپنے اللہ کی نسبتِ خاص نہ پائے اور ہمیشہ گناہوں کے اندھیرے میں چمگادڑ کی طرح زندگی گزار دے۔ مرنے کے بعد جب اللہ پوچھے گا کہ تم نے تقویٰ اور تزکیہ سے میرے قربِ خاص کو حاصل کیا تھا؟ تو کیا کہوگے کہ میں مرنے والے اور ہگنے والے حسینوں کے چکر میں تھا، آپ کے قرب کو کیسے پاتا۔ عود کا عطر کیسے لگ سکتا ہے؟ جبکہ بلی کا پاخانہ بھی لگا ہو؟ کوئی پاخانہ پر عود کا عطر لگا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ بھی اپنا قرب اس ظالم کو عطا نہیں فرماتے جو نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتا، قلب کی حفاظت نہیں کرتا۔

توبہ کرنے والا بھی ولی اللہ ہے

لیکن اگر کوئی توبہ کرلے تو اب اس کی ماضی کو مت یاد دلاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ اس لیے میں نے میر صاحب کا نام لے کر ایک مضمون پیش کیا ہے، مگر یہ مت سوچنا کہ میر صاحب کے لیے کہا ہے، سب کے لیے کہا ہے۔ میر علی گڑھ یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے ہیں۔ یہ میں ان کی تاریخ بیان نہیں کررہا ہوں، عام حالات بیان کررہا ہوں، ان کے ساتھ بدگمانی مت کرنا۔ جب یہ یونیورسٹی میں تھے تو ہم انہیں جانتے بھی نہیں تھے، ہماری ان کی اُس وقت ملاقات ہی نہیں ہوئی تھی، یہ مجھ سے جب کراچی میں ملے تو تیس سال کے تھے۔ میں نے ایک مضمون فرضی بنایا، ان کو استعمال کرلیتا ہوں اور یہ استعمال پر راضی اور خوش ہیں۔

خوبرویوں سے ملا کرتے تھے میر
اب مِلا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحقیر کوئی میر کی
رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

دیکھو! الیکشن کے زمانے میں ایک پارٹی دوسری پارٹی کو گالیاں دیتی ہے، اس وقت کوئی کچھ نہیں کرسکتا، لیکن جب انتخاب میں کامیاب ہوگیا تو اس کے بعد اگر کوئی اس کی شان میں گستاخی کرے تو جیل خانے جائے گا۔ اللہ کے راستے میں بھی نفس وشیطان کے الیکشن میں جب

www.khanqah.org

تک مقابلہ ہو رہا ہے اس وقت تک اس کی آبرو علیٰ معرض الخطر ہے، لیکن جب اس نے نفس وشیطان کو پٹخ دیا اور اللہ کا ولی ہو گیا اب اس کو ماضی کا طعنہ نہ دو کہ تم پہلے ایسے تھے یعنی تِلّی کا تیل جب روغنِ گل ہو گیا تو اب اسے روغنِ کنجد یعنی تِلّی کا تیل مت کہو ؎

روغنِ گل روغنِ کنجدنہ ماند

تِلّی کا تیل جب گلاب کی صحبت سے روغنِ گل ہو گیا تو اب وہ تِلّی کا تیل نہیں ہے، اب روغنِ گل ہے۔ جب برف نے سورج دیکھ لیا اور پگھل کر پانی ہو گیا، اب اس کو پانی کہو برف نہ کہو، اب وہ سیال ہے اس کو جامد مت کہو۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب تیسری بار میں نے حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا تو حضرت اب بھی میری طرف ہی دیکھ رہے تھے اور آنکھیں ویسے ہی سرخ تھیں۔ یہ اسی نظر کا صدقہ ہے جو آپ لوگ مجھے اپنی نظر میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کا صدقہ ہے۔ اہل اللہ کی نظر سے جب کتا بھی محروم نہیں رہا تو اختر تو آخر انسان ہے۔ بہت سے ایسے دوست جو آج سے ۲۵ سال پہلے میری دعا سنتے تھے کہ اے خدا! سارے عالم میں اختر کے درد کو نشر فرما تو اس وقت بھی وہ مجھ سے نیک گمان رکھتے تھے، لیکن الحمدللہ! دیکھو آج امریکا، کینیڈا، ٹورنٹو، برطانیہ، ساؤتھ افریقہ، ڈربن، کیپ ٹاؤن، جوہانسبرگ، ہندوستان، بنگلہ دیش ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلایا جا رہا ہوں، ہر جگہ سے ٹیلی فون آتے رہتے ہیں کہ کب آؤ گے؟ اختر میں کوئی بات نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی بات کی کیا بات ہے۔

تزکیہ یافتہ ہونے اور تزکیہ یافتہ سمجھنے کا فرق

تو دوستو! میں اپنے موضوع کو پیش کرتا ہوں۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا جملۂ خبریہ ہے لیکن جملۂ خبریہ میں جملۂ انشائیہ ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہ کرو۔ اس کے بعد دوسری آیت میں فرمایا فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ[۱۱] اپنے نفس کو مزکّی مت کہنا۔

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا سے معلوم ہوا کہ اپنی اصلاح کرنا، تزکیہ کرنا واجب ہے اور فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ میں حکم ہے کہ اپنے کو پاک مت سمجھو۔ فَلَا تُزَكُّوۡۤا میں نفی ہے کہ

[۱۱] النجم: ۳۲

اپنی طرف نسبتِ تزکیہ نہ کرو کہ میں پاک و صاف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ تزکیہ کردن واجب اور تزکیہ گفتن حرام یعنی اپنے نفس کا تزکیہ و اصلاح کرنا تو واجب ہے، لیکن اپنے کو پاک سمجھنا تزکیہ یافتہ اور اصلاح یافتہ سمجھنا حرام ہے۔

تکبر کا علاج

اگر تکبر سے بچنا ہے تو اپنے کو سارے عالم سے کمتر سمجھو۔ حج و عمرہ، مدارس و اہتمام، درسِ قرآن شریف و درس بخاری شریف کے بعد بھی اگر دل میں تکبر ہو گا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، لہٰذا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دو جملے استعمال کرے گا تکبر کی خطرناک بیماری سے نجات پائے گا، جنت کی خوشبو سے محروم نہیں رہے گا۔ وہ جملے یہ ہیں کہ اے خدا! میں سب مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور سارے جانوروں سے، کافروں سے، سُور اور کتے سے بھی کمتر ہوں فی المآل، یعنی مجھے نہیں پتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہو گا، لہٰذا جب تک ایمان پر خاتمہ نہیں ہو جاتا میں کافروں اور جانوروں سے بھی کمتر ہوں۔ بڑے پیر صاحب حضرت عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایماں چو سلامت بہ لبِ گور بریم
احسنتُ بریں چستی و چالاکی ما

جب میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے گا، جب میں قبر میں ایمان کو سلامتی سے لے جاؤں گا تب کہوں گا کہ ہاں عبد القادر! تو نے خوب عقل مندی اور ہوشیاری سے آخرت کا کام بنایا۔ اس لیے دوستو! اپنی بڑائی کبھی نہ سوچو اور غصے کی بیماری بھی تکبر کی اولاد ہے اور شیخ کے ڈانٹنے سے جس کے اندر اعتراض اور نفرت پیدا ہو یہ دلیل ہے کہ بہت ہی بڑا متکبر ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اپنی شان کیوں بنائی؟ جبکہ تمہاری شان کے متعلق تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ شیخ کے پاس جاؤ تو اپنی شان مٹا کر جاؤ۔ خواجہ صاحب نے جب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تو ایک پرچہ بھیجا اور اس میں یہ درخواست کی تھی۔

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

جو اپنے نفس کو نہیں مٹاسکتا وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پاسکتا۔ بتاؤ کلمہ میں لَا اِلٰہَ پہلے ہے یا اِلَّا اللّٰہُ؟ جس دن نفی لَا کی زوردار ضرب لگ گئی، ان شاء اللہ تعالیٰ اسی دن نفس مع اپنی تمام خواہشاتِ بد کے فنا ہوجائے گا، اسی دن آپ کو سارے عالم میں اِلَّا اللّٰہُ نظر آئے گا۔ جدھر جاؤ گے وہیں اللہ کا جلوہ نظر آئے گا۔ آہ! مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا، یہ آپ لوگوں کی برکت سے اچانک یاد آتا ہے، میں پہلے سے نہیں سوچتا کہ کیا بیان کروں گا، تو وہ شعر یہ ہے ؎

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

اور ؎

بہت روئیں گے کرکے یاد اہلِ میکدہ مجھ کو
شرابِ دردِ دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

میرا کلام چھپنے دو، پھر دیکھنا کہ اختر کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے اشعار ظاہر فرمائے ہیں۔

وقوعِ قیامت کے عجیب وغریب دلائل

تو میں نے جس آیت کو پیش کیا ہے اس سے میں وجوبِ قیامت پر دلائل پیش کرتا ہوں جو میں نے اپنے شیخ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے سائنس دان اور کفار و مشرکین بھی اس وقت بیٹھے ہوتے تو قیامت کے وقوع کو تسلیم کرکے اُٹھتے۔

ایک مُشرک اور کافر شخص جس کا نام عاص ابنِ وائل تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا اور ایک پرانی ہڈی کو ہاتھ سے مَل کر ہواؤں میں اُڑادیا۔ پھر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا کہ ”کیا اس بوسیدہ ہڈی کو جس کو میں نے مَل کر فضاؤں میں اُڑادیا ہے کیا آپ کا خدا زندہ کردے گا؟“ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب سکھایا۔ پیغمبروں کا استاد اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے نبی! اس ظالم کو بتادیجیے:

یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ [۱۲]

۱۲۔ یٰسٓ:۷۹

وہی اللہ اسے زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا ہے، یعنی پہلی تخلیق کے وقت ان ہڈیوں کا وجود ہی نہ تھا اور زندگی سے کوئی تعلق ہی نہ تھا اور اب تو ایک بار پیدا ہونے کے بعد حیات سے ایک قسم کا تعلق پیدا ہو چکا ہے، تو دوبارہ ان کو جمع کر کے ان میں حیات پیدا کرنا اللہ کے لیے کیا مشکل ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ماضی، حال اور استقبال کو خوب جانتا ہے۔ جہاں جہاں وہ بکھر جائے گا، منتشر ہو جائے گا خدا کے علم سے دور نہیں ہو سکتا۔ اب اس پر میرے شیخ کی تقریر سنیے۔ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَوَلَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ[۱۳]

ترجمہ: ہم نے انسان کو منی سے پیدا کیا ہے۔

یہ تخلیقِ اوّل کی شرح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کافر کے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں، یہ اللہ کا جواب ہے جس میں کوزے میں سمندر بھرا ہوا ہے۔ انسان کس سے پیدا ہوتا ہے؟ منی سے! اور منی خون سے بنتی ہے اور خون غذاؤں سے بنتا ہے اور غذائیں سارے عالم میں منتشر ہیں۔ تو اوّل مرتبہ جب اللہ نے پیدا کیا تو انسان سارے عالم میں بکھرا ہوا تھا۔ اگر کسی انسان کا جز مدینہ شریف کی عجوہ کھجوروں میں ہے تو اس کا باپ حج کرنے جائے گا، تو وہی کھجور کھائے گا جس میں علمِ الٰہی میں اس کا ذرّہ رکھا ہوا ہے۔ اگر اس کے باپ کے خون کا کوئی ذرّہ کوئٹہ کی بکریوں میں ہے اور کوئٹہ کے پہاڑوں کی گھاس میں ہے تو کوئٹہ کی بکریوں کو وہ گھاس کھلائی جائے گی جس میں اس بندے کے تخلیقی ذرّات ہیں، پھر وہ بکریاں کراچی یا حیدرآباد وغیرہ پہنچیں گی یا ان کا گوشت پہنچے گا اور اس گھاس اور تنکوں میں پوشیدہ اس بندے کے تخلیقی ذرّات بکریوں کے ذریعے اس کے باپ کے خون میں داخل ہوں گے، جس سے وہ قطرۂ منی بنے گا جس سے اس بندے کو پیدا کرنا ہے۔ اگر اس انسان کے تخلیقی ذرّات قندھار کے اناروں میں چھپے ہوئے ہیں تو قندھار کے انار پاکستان امپورٹ (Import) ہو کر آئیں گے اور اس کا باپ وہ انار کھائے گا۔ اگر اس انسان کا کوئی جز آسٹریلیا کے گندم میں ہے تو پاکستان

---

[۱۳] یٰسٓ:۷۷

مجبور ہو گا اس گندم کو منگا کر اس کے ماں باپ تک پہنچائے۔ اگر وہ تخلیقی اجزا ملکِ شام کے سیبوں میں ہیں تو وہ سیب اس تک پہنچائے جائیں گے، مثلاً اس کے باپ کو حج نصیب ہو گا اور شام کا سیب مکہ شریف میں کھائے گا یا پھر وہ سیب اس کے ہی ملک میں پہنچایا جائے گا۔ اگر لیبیا (Libya) کے کیلوں میں ہے، تو لیبیا سے وہ کیلا اس کے ملک میں آئے گا اور اس کا باپ وہ کیلا کھائے گا جس کے ذریعے اس کا وہ ذرّہ پیدائش جو اس کیلے میں تھا اس کے جسم میں چلا جائے گا، اور خون بن جائے گا اور جہلم سے جاری ہونے والا دریائے سندھ جہاں جہاں سے گزرتا ہے، جن جن معدنیات، جن جن کانوں، جن جن پہاڑوں سے گزرتا ہے ان میں اگر اس کا کوئی ذرّہ ہے تو دریائے سندھ کے پانی کے ذریعے وہ ذرّہ اس کے جسم میں داخل ہو جائے گا اور جب اس کا ابّا سارے عالم میں بکھری ہوئی ان منتشر غذاؤں کو اور پانی کو کھاپی لے گا جس میں اس بندے کے ذرّاتِ تخلیقی تھے تو اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی پیدائش کے اجزا کو خون میں جمع کر دے گا، پھر خون سے مَنی میں منتقل کرے گا، پھر مَنی کے اس قطرے میں منتقل کرے گا جس سے اس کا نطفہ منجمد ہو گا، پھر جا کر وہ انسان بنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں بتادیا کہ اے قیامت کا انکار کرنے والے ظالم انسان! تو سارے عالم میں منتشر تھا، تو لیبیا کے کیلوں میں تھا، شام کے سیبوں میں تھا، قندھار کے اناروں میں تھا، آسٹریلیا کے گندم میں تھا اور کوئٹہ کے پہاڑوں کی بکریوں میں تھا، ہم نے سارے عالم سے کس کس طرح ان غذاؤں کو تیرے باپ تک پہنچایا، جن کو کھا کر تیرے باپ کے اندر ہم نے خون بنایا پھر خون سے مَنی بنائی اور مَنی سے وہ قطرہ الگ کیا جس سے تجھ کو پیدا کرنا تھا۔ آہ!

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ

میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب سکھایا کہ اس نالائق کو آپ جواب دیجیے جو قیامت کا انکار کرتا ہے کہ تو سارے عالم میں منتشر تھا، ہم نے تجھ کو جمع کر کے پہلی دفعہ پیدا کیا اور جب تجھے ایک دفعہ جمع کر دیا تو دوبارہ جمع کرنا کیا مشکل ہے؟ جب سارے عالم میں منتشر تیرے اجزا کو جمع کر کے تیرے باپ کے نطفے میں ایک بار جمع کر دیا، تو دوبارہ جمع کرنے پر ایمان لانے میں تجھے کیا مشکل ہے؟

دعا اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ کی انوکھی تشریح

اب ایک دعا سکھاتا ہوں جس کی برکت سے ہم اور آپ قیامت میں سرخ رُو ہو جائیں گے اور ان شاء اللہ قیامت میں رسوا نہ ہوں گے۔ وہ ترمذی شریف کی دعا ہے۔ یہ مضمون آج میں نے کراچی سے آتے ہوئے بس میں بیان کیا۔ اچانک وارد ہوا تھا۔ دوستوں نے کہا کہ زندگی میں پہلی دفعہ ایسا مضمون سنا ہے۔ دوبارہ اس لیے بیان کررہا ہوں تاکہ آپ لوگ بھی سُن لیں۔ اِس دعا کو آج سے اپنے اوپر لازم کرلیجیے، ان شاء اللہ تعالیٰ اِس دعا کی برکت سے رُشد وہدایت نصیب ہوگی اور قیامت کے دن ہم سرخ رو ہوں گے۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک کافر اپنے صحابی بیٹے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! اگر میں ایمان لاؤں تو آپ مجھے کیا دیں گے؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو ایمان لے آیا تو میں تجھے دو نعمتیں دوں گا۔ کچھ دن کے بعد وہ ایمان لے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں ایمان لے آیا، آپ اپنا وعدہ پورا کردیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نعمت دینے کا وعدہ تھا، لے، دونوں لے لے، یہ وعدۂ رسالت ہے، عام انسانوں کا وعدہ نہیں ہے۔ نمبر ایک نعمت یہ ہے کہ ہمیشہ یہ دعا کیا کر اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ اے اللہ! ہدایت کی باتیں میرے دل میں الہام فرماتے رہیے، اَلْھِمْنِیْ امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، حال اور استقبال، مطلب یہ کہ اپنی خوشی اور ہدایت کی راہوں کو اِس وقت بھی میرے دل میں ڈالتے رہیے اور آیندہ بھی ڈالتے رہیے، کیوں کہ اگر آپ کا الہامِ ہدایت ہمارے قلب کو نصیب نہیں ہوگا تو ہمارے اجسام گناہوں کے گڑھ میں گر جائیں گے۔

رُشد کے معانی پر قرآنِ پاک سے عجیب استدلال

معلوم ہوا کہ رُشد ایک نعمت ہے، مگر رُشد کو سمجھنے کے لیے قرآن شریف سے مدد لینی پڑے گی، کیوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ نبوت مقتبس ہیں انوارِ قرآن سے، آپ کے تمام علومِ نبوت کا اللہ تعالیٰ کے کلام سے اقتباس کیا گیا ہے۔ چناں چہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن شریف میں رُشد کہاں آیا ہے؟ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

www.khanqah.org

اے اصحابِ نبی! حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ ہم نے تمہارے دل میں ایمان کو محبوب کر دیا۔ وَزَیَّنَهٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ اور تمہارے دل میں اس کو رچا دیا، مزین کر دیا، راسخ کر دیا۔ وَ کَرَّهَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ اور مکروہ کر دیا تمہارے دل میں کفر کو وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ [۱۴] اور گناہِ کبیرہ کو اور مطلق گناہ، ہر قسم کے گناہ یعنی گناہِ صغیرہ کو، یہ تعمیم بعد التخصیص ہے، فسوق خاص ہے بڑے گناہ کے لیے، فاسق اس کو کہتے ہیں جو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو اور عصیان مطلق گناہ، ہر قسم کی نافرمانی کو شامل ہے، اس کو بلاغت میں تعمیم بعد التخصیص کہتے ہیں۔ یہ میں آپ کو مختصر المعانی پڑھا رہا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے اصحابِ نبی! ہم نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کر دیا اور کفر کو، کبیرہ گناہ کو اور تمام قسم کی نافرمانیوں کو مکروہ کر دیا۔ مکروہ کے کیا معنیٰ ہیں اور محبوب کے کیا معنیٰ ہیں؟ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلۡمَکۡرُوۡہُ ھُوَضِدُّ الۡمَحۡبُوۡبِ [۱۵]

مکروہ فعل وہ ہے جو محبوب کی ضد ہو۔

اور

اَلۡمَحۡبُوۡبُ ھُوَضِدُّ الۡمَکۡرُوۡہِ

محبوب فعل وہ ہے جو مکروہ کی ضد ہو۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں دونوں متضاد الفاظ کو نازل فرمایا کہ حَبَّبَ تو یہ ہے کہ ایمان کو محبوب کر دیا اور کَرَّهَ کیا ہے؟ ایمان کی ضد، ایمان کا اپوزٹ (Opposite) اور دشمن ہے۔ کفر دشمنِ کامل ہے اور فسوق اور عصیان دشمنِ ناقص ہیں۔ دشمنِ ناقص سے دوستی کرو گے تو ایمان ناقص ہو جائے گا اور دشمنِ کامل یعنی کفر سے دوستی کرو گے تو ایمان ہی ختم ہو جائے گا، لہٰذا حَبَّبَ وَ کَرَّهَ دو نعمتیں ہیں، بعضوں کے دل میں حَبَّبَ تو ہے مگر حَبَّبَ کامل نہیں ہے، کیوں کہ ان کے پاس کَرَّهَ نہیں ہے، ہر وقت گناہ کی چاٹ پڑی ہے، گناہوں کی چاٹ کھانے والے کا دل نیکیوں سے اُچاٹ رہتا ہے، ایسا شخص کبھی سکون نہیں پائے گا۔ اس آیتِ مبارکہ

---

[۱۴] الحجرٰت:۷

[۱۵] ردالمحتار:۱/۲۵۷،مطلب فی تعریف المکروہ،دار عالم الکتب،ریاض

میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے بتادیا کہ جو شخص اپنے دل میں ایمان کو محبوب پائے اور کفر اور جملہ نافرمانیوں کو مکروہ پائے تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا ہے، اس لیے حَبَّبَ کی ضمیر کا مرجع اللہ کی طرف ہے اور کَرَّہَ کی ضمیر بھی اللہ کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اس لیے نازل فرمائے کہ بڑے سے بڑا ولی اللہ بھی اگر اپنے دل میں میری محبت پاتا ہے تو یہ میری ہی عطا ہے۔ اے خلق! میری عطاؤں کو اپنی طرف نسبت مت کرنا، یہ عطائے خالق ہے، حَبَّبَ بھی اللہ کی عطا ہے اور کَرَّہَ بھی۔ جسے اللہ کی محبت محسوس ہو اور گناہوں سے نفرت ہو تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھے، بلکہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہی لوگ راہِ راست پر ہیں، تو رَاشِدُوْنَ اگر بننا ہے اور رُشد کی نعمت تم چاہتے ہو جس کی دعا اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ میرے نبی نے تم کو سکھائی ہے، تو اس کی تفسیر میرے کلام سے سیکھو کہ رُشد کے معنیٰ کیا ہیں؟ اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ یعنی جس کے قلب کو ہم رُشد اور ہدایت کا الہام کریں گے اس کے قلب میں میری محبت داخل ہوگی اور میری نافرمانی سے اس کو عداوت، نفرت اور کراہت ہوگی۔

مذکورہ دعا کا آیت اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ سے خاص ربط

لہٰذا جب یہ دعا مانگو تو پوری تفصیل سمجھ لو اور یقین رکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ یہ دعا ضرور قبول فرمائیں گے، کیوں کہ اگر قبول نہ کرنا ہوتا تو دعا کا حکم ہی نہ دیتے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ[۱۶] تم مانگو میں قبول کروں گا۔

آپ بتائیں! اگر کوئی ابّا کہے بیٹو! مجھ سے مانگو میں ضرور دوں گا تو بیٹے کو شک کرنا جائز نہیں، لہٰذا جس کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ کا فرد بننا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ، اے اللہ! رُشد و ہدایت کا ہمارے قلب کو الہام عطا فرمانا کہ ہمارے قلب اور قالب آپ کی مرضی پر فدا ہوں، ہر وقت آپ کی محبت پر فدا ہوتے رہیں اور آپ کی ناراضگی سے بچتے رہیں۔ اس دعا میں تینوں زمانے موجود ہیں، کیوں کہ مضارع سے امر بنا اور مضارع میں دونوں خاصیتیں ہیں، حال کی بھی اور استقبال کی بھی، اور ماضی اس طرح شامل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے، سنتِ الٰہی یہ ہے کہ جو اپنے حال کو درست کرلیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ماضی کو

---

۱۶ المؤمن: ۶۰

www.khanqah.org

درگزر فرمادیتے ہیں۔

آہ! یہ کیا بات ہے، کیا بات ہے اس بات کی کہ جو شخص اپنے حال کو درست کرلیتا ہے، مالک کو راضی کرلیتا ہے، رو رو کر اس کو منالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ماضی کو درگزر فرمادیتے ہیں اور جس کا حال درست ہوجاتا ہے اس کے مستقبل کو اللہ تعالیٰ نورِ تقویٰ سے تابناک کردیتے ہیں۔ اس دعا میں تینوں زمانوں کی اصلاح موجود ہے، ماضی درست ہوجائے، حال درست ہوجائے، اور مستقبل بھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ جملۂ اسمیہ سے نازل فرمایا، کہ جس کے قلب کو ہم محبت دیں گے اور کفر و فسق و نافرمانی سے کراہت دیں گے تو وہ رَاشِدُوْنَ ہوجائیں گے۔ جملۂ اسمیہ دلالت کرتا ہے دوام پر، یہاں جملۂ فعلیہ سے نازل نہیں فرمایا ورنہ رُشد وہدایت میں عدمِ استقلال لازم آتا۔ جملۂ اسمیہ نازل کرکے اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ اہلِ محبت کبھی گمراہ نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت میں اور کفر و فسق و عصیان سے ان کی کراہت میں دوام ہوتا ہے۔ اہلِ محبت کے بارے میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ محبت کی لغت بغیر دونوں ہونٹ ملائے ادا نہیں ہوسکتی۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا اسم اور لغت متقاضی وصل دوام ہے اس کا مسمیٰ کیسا ہوگا؟ لہٰذا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا کریں گے وہ گناہوں پر دوام نہیں کرسکتا، استغفار توبہ اور آنسوؤں سے اپنے وصل کو بحال کرلے گا۔ مچھلی کو پانی سے محبت ہے، تو بتاؤ اگر مچھلیوں کو ڈرایا جائے کہ سمندر میں آج کل بڑی مچھلیاں آئی ہوئی ہیں جو چھوٹی مچھلیوں کو نگل رہی ہیں، لہٰذا تم چند دن دریا سے باہر گزارلو ورنہ کسی بڑی مچھلی کا لقمہ بن جاؤ گی، تو کیا مچھلیاں باہر نکل آئیں گی؟ وہ کہیں گی کہ پانی سے تو باہر نکلتے ہی ہمیں موت آجائے گی، اگر مرنا ہی ہے تو یہیں مرجائیں گے، پانی جیسے معشوق کو ہم چھوڑ نہیں سکتیں ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگ ہاست
ماہیاں را بایبوست جنگ ہاست

اے دنیا والو! دریا سے باہر خشکی میں ہزاروں رنگینیاں پیدا کرلو مگر مچھلیوں کو خشکی سے جنگ

ہے، لہٰذا یاد رکھو! اگر اللہ کے عاشقوں کو کبھی شیطان خدا کے دریائے محبت سے نکال لے تو وہ زیادہ دیر باہر نہیں رہ سکتے فَفِرُّوْۤا اِلَی اللّٰہِ [۱۷] پر عمل کریں گے، اللہ کی طرف فرار اختیار کریں گے اور پھر قربِ خداوندی کے دریائے محبت میں اُتر جائیں گے۔ یہ ہم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں اشکِ ندامت دے دیے اور اللہ تعالیٰ اشکِ ندامت کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتا ہے۔

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را در وزن باخونِ شہید

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ کی تفسیر میں حدیثِ قدسی نقل فرماتے ہیں:

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ [۱۸]

کہ جب گناہ گار روتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے آہ و نالوں کو، فریاد و فغاں کو، اشکبار آنکھوں کو، تڑپتے ہوئے قلب کو تسبیح کرنے والوں کی آوازوں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں، اس لیے کسی گناہ گار اشکبار کو حقیر سمجھنے والا نابینا ہے، اس کی آنکھوں میں موتیا اُترا ہوا ہے۔ جب آنکھوں میں موتیا اُتر آتا ہے تو آپریشن کرانا پڑتا ہے، خانقاہوں میں باطنی موتیا کا آپریشن ہوتا ہے اور ڈپریشن (Depresion) بلا آپریشن اچھا ہوجاتا ہے۔

الہامِ رُشد کے بعد شرِّنفس سے پناہ مانگنے کی وجہ

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ دعا کی پہلی نعمت ہے کہ اے اللہ! جب آپ رُشد کا الہام کریں گے تو ہماری تمام حالت درست ہوجائے گی۔ ماضی، حال، استقبال آپ کی رحمت سے سب درست ہوجائے گا، کیوں کہ اَلْھِمْنِیْ امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے اور مضارع میں حال اور استقبال دونوں زمانے ہوتے ہیں تو اے اللہ! اس دعا کی برکت سے میرے حال کی اصلاح اور میرے مستقبل کی ضمانت آپ کی امانت ہوجائے گی، آپ کی کفالت ہوجائے گی، مگر مجھے اپنے

---

۱۷ الذّٰریٰت:۵۰

۱۸ کشف الخفاء ومزیل الالباس:۲۹۸(۸۰۵)، فی باب حرف الھمزۃ مع النون / روح المعانی:۳۰/۱۹۶، القدر (۴)، داراحیاء التراث، بیروت

نفس سے ڈرے ہے وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ[19] ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور خباثتوں سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔ بتاؤ! راستے میں دل کہتا ہے کہ یہاں نظر مت ڈالو، اس عورت کو مت دیکھو، تو ہدایت ہوگئی الہامِ رُشد ہوگیا، لیکن اگر دل کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور بد نظری کرلی تو نفس کی یہ شرارت ایمان کی حرارت کو بجھادیتی ہے، نفس کہتا ہے میاں دیکھو، دیکھا جائے گا ؎

آج تو عیش سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

غالب کے شعروں کا سہارا لیتے ہو؟ غالب کوئی ولی اللہ تھا؟ عاقبت کی خبر تو اللہ تعالیٰ نے بتادی، عاقبت تو درکنار دنیا ہی میں اسی وقت عذاب شروع ہوجاتا ہے۔

تلخ زندگی اور بالطف حیات

دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نقطۂ آغاز، حق تعالیٰ کے عذاب کا نقطۂ آغاز ہے، دلیل بھی سن لو:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا[20]

یہ فائے تعقیبیہ ہے جس میں تاخیر نہیں ہوتی، جس کے معنٰی یہ ہوئے کہ اگر تم نے مجھ کو ناخوش کرکے حرام لذت حاصل کی تو تمہارے قلب پر میں بے کیفی کا عذاب اور تلخیٔ حیات فوراً مسلط کردوں گا اور اس حیات کو حیات نہیں کہوں گا، مَعِیْشَةً کہوں گا، وہ حیات نہیں ہوگی، جانوروں کا سا جینا ہوگا۔ اور اگر گناہ چھوڑ دوگے، تقویٰ والے، اللہ والے بن جاؤ گے فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً[21] تو ہم تم کو پاکیزہ حیات دیں گے، بالطف زندگی دیں گے، وہ حیات اس قابل ہے کہ تمہارا خالقِ حیات تمہاری حیات کو حیات سے تعبیر کرے گا۔ اور اگر تم نے گناہ نہ چھوڑے تو یاد رکھو! ہم تمہارے لیے حیات کی لُغت کا اطلاق ہی نہیں کریں گے، ہم یہ کہیں گے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا تمہاری حیات اس

---

[19] جامع الترمذی:۱۸۶/۲، باب ماجاء فی جامع الدعوات، ایچ ایم سعید
[20] طٰہٰ:۱۲۴
[21] النحل:۹۷

www.khanqah.org

قابل نہیں کہ میں اسے حیات کہوں، کیوں کہ تم خالقِ حیات سے دور ہوچکے ہو اور خالقِ حیات کو ناراض کرچکے ہو، حرام لذتوں کی درآمدات کے عادی ہوچکے ہو، تمہیں ہر وقت چوری کی عادت ہے، تم حسینوں کا نمک چراتے ہو، تمہاری نمک حرامی کی اس عادت سے تمہاری زندگی تلخ ہوجائے گی، تمہارا جینا جانوروں کی طرح کا جینا ہوگا۔

ایک ظالم نے مجھ سے کہا کہ میں بد نظری کا مریض ہوں، مجھے کسی وقت نیند نہیں آتی، زندگی تلخ ہے۔ میں نے کہا کہ جب تم دیکھو گے کسی کی وائف (Wife) تو تم کو کھانی پڑے گی ویلیم فائیو (Valiam Five) اور خراب ہوجائیں گے تمہارے کوائف اور برباد ہوجائے گی تمہاری لائف (Life) اور جگر میں گھستا رہے گا ہر وقت اس کا نائف (Knife)۔

اب اس کو اردو شعر میں سن لو؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

یہ عاشقانِ مجاز اپنی بے چینی دور کرنے کے لیے پھر خمیرہ آبریشم اور عرقِ بید مشک کا سہارا لیتے ہیں لیکن پھر بھی چین نہیں ملتا تو سکون کے لیے پھر کسی اللہ والے کو تلاش کرتے ہیں، جس پر میرا ایک اور شعر ہے؎

کشمکش حُسن و عشق کی جاں پہ بنی ہے میر کی
پیتے ہیں عرقِ بید مُشک جستجو اب ہے پیر کی

اور اللہ والوں کو دیکھو کہ کیسے مزے میں رہتے ہیں۔ جس کو نیند نہ آتی ہو وہ خانقاہوں میں جاکر دیکھے کہ اللہ والے کیسے مزے اور سکون سے ہیں اور اللہ کے نام سے کیسے مست رہتے ہیں کیوں کہ ان خانقاہوں میں وہ اللہ کو ناراض نہیں کرتے اس لیے چین کی نیند سوتے ہیں۔ میرا شعر ہے؎

دیکھ کر گُل رخوں سے سناٹا
میرؔ لیتا ہے خوب خراٹا

لوگ خانقاہ کو کہتے ہیں کہ یہ حلوہ مانڈے کی جگہ ہے۔ حلوہ مانڈے والی خانقاہیں خانقاہ نہیں خواہ مخواہ ہیں اور اُن کے شاہ صاحب شاہ صاحب نہیں سیاہ صاحب ہیں۔ یہ سب نقلی مال ہے، لیکن اصلی اور نقلی مال میں فرق نہ کرنا یعنی اصلی اللہ والوں میں اور جعلی پیروں میں فرق نہ کرنا اور کہنا

کہ سب ایک سے ہی ہیں، سخت بددیانتی ہے اور یہ سب حاسدین کی باتیں ہیں۔ آہ! آج اختر سے خانقاہ کی تعریف سن لو۔ خانقاہ اُسے کہتے ہیں کہ جہاں ایسی آہ کرنا سکھایا جائے کہ جاہ اور باہ سب نکل جائے اور خالص آہ رہ جائے۔ جب نفس سے باہ اور جاہ نکل جائے گی تو بس پھر وہاں اللہ ہی اللہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! اور وہی خانقاہ ہے۔ خانقاہ کی تعریف پر میرا ایک شعر ہے ؎

اہلِ دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اختؔر ہے اصلی خانقاہ

شہوت اور باہ سے توبہ کرو اور جاہ اور بڑائی کو بھی نکالو، جب جاہ سے جیم نکل جائے گا تو جاہ ختم ہوجائے گی اور باہ سے با نکل جائے گا تو باہ ختم ہوجائے گی اور خالص آہ رہ جائے گی پھر آہ میں اور اللہ میں کوئی فاصلہ نہیں، آہ اور اللہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری آہ کو اپنے نام میں شامل کررکھا ہے۔ باہ اور جاہ سے پاک ہونے کی مشقت اُٹھانے سے جو آہ پیدا ہوگی وہی خانقاہ ہے اور وہی حاصلِ خانقاہ ہے۔

ایک دعا میں دو نعمتیں

بخاری شریف کی یہ دعا یاد کرلو جس کے پڑھنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نعمتیں ملنے کی بشارت عطا فرمائی۔ جو یہ دعا مانگے گا اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اے اللہ! ہدایت کی راہیں میرے دل میں ڈال دے، اس وقت بھی ڈال دے اور مستقبل میں بھی ڈالتے رہیے، اگر ایک سیکنڈ کے لیے بھی آپ نے رُشد و ہدایت کا الہام ختم کردیا اور نفس کے شر سے نہ بچایا تو ہمارے اجسام بربادی کی طرف گرجائیں گے۔ ان شاء اللہ اس دعا کے پڑھنے سے حَبَّبَ بھی پاجاؤ گے اور کَرَّہَ بھی پاجاؤ گے۔

قیامت آنے کا سبب

دیکھو دوستو! قیامت اُس وقت آئے گی جب اللہ کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا تب اللہ تعالیٰ سورج و چاند کو گرادیں گے، آسمان و زمین کو گرادیں گے کہ جب دنیا میں ہمارے نہ رہے تو یہ شامیانے کس کے لیے باقی رکھے جائیں؟ دیکھا آپ نے! یہ قیامت کی خاص دلیل ہے کہ جب دنیا میں ہمارے نہ رہے تو سورج چاند اور ستاروں کے رنگین شامیانے امریکا، جاپان اور

جرمنی کے کافروں کے لیے نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے غفلت اور اللہ اللہ کرنے والوں کے عدم وجود سے قیامت آئے گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا نامِ پاک سارے عالم کی جان ہے، جانِ کائنات ہے۔ جان نہ رہے تو انسان مردہ ہو کر گر جاتا ہے۔ بس اسی طرح جس دن پورے عالم میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہوگا پورا عالم گر جائے گا۔ جانِ عالم ہے اللہ، جانِ کائنات ہے اللہ۔ بعض نادان مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم امریکا کا دیا کھا رہے ہیں حالاں کہ امریکا ہماری برکت سے کھا رہا ہے، مسلمانوں کے صدقے میں کھا رہا ہے، جب مسلمان نہ رہیں گے تو دیکھوں گا کہ امریکا کیسے قائم رہتا ہے اور جرمن، جاپان کیسے رہتے ہیں اور ہالینڈ، تھائی لینڈ، پولینڈ، انگلینڈ وغیرہ جتنے لینڈ ہیں ان کے لینڈ کیسے رہتے ہیں۔

اجتماعی قیامت اور انفرادی قیامت

تو دوستو! اجتماعی قیامت تو یہ ہے کہ جب پورے عالم میں کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہوگا تو اجتماعی قیامت آجائے گی، لیکن ایک انفرادی قیامت بھی ہے کہ جس مومن کا دل گناہوں کا عادی ہو کر اللہ کے ذکر سے غافل ہو جائے گا اس کے دل کے آسمان گر جائیں گے، اس کے دل کی زمین گر جائے گی، اس کے دل کے سورج اور چاند گر جائیں گے، اس کے دل کے ستارے گر جائیں گے، اس کا دل قیامت زدہ ہو جائے گا، یہ اس کی انفرادی قیامت ہے، اس لیے دوستو! کہتا ہوں کہ زندگی کا ایک سانس بھی مالک کی ناراضگی کے لیے استعمال نہیں کرو۔

بس اب دعا کر لیجیے۔ غالباً دس بج گئے ہیں۔ بس دس پر بس۔ دس پر قافیہ بھی بس کا ملتا ہے۔ اب دعا کیجیے کہ اے اللہ! اپنے دستِ کرم سے اختر کو، اس کی اولاد کو، آپ سب کو، آپ کی اولاد کو، ہم سب کو کامل ایمان و یقین عطا فرما دے۔

دست بکشا جانبِ زنبیل ما

ہماری ان جھولیوں کی طرف اپنی مہربانی کا ہاتھ بڑھائیے، ایسا ایمان و یقین عطا فرمائیے کہ اختر کی زندگی کی ہر سانس، میری اولاد کی، آپ سب کی، ہم سب کی، ہمارے خاندان والوں کی ہر سانس اے اللہ! آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ اے اللہ! ہماری ماضی کی خطاؤں کو معاف فرما دے، موجودہ حالت کو تقویٰ کے نور سے روشن فرما دے، مستقبل کو نورِ تقویٰ سے تابناک فرما دے۔ اے خدا! دردِ دل سے اختر یہ بھیک مانگتا ہے، اختر مسافر ہے اور

www.khanqah.org

مسافر کی دعا کو آپ رد نہیں کرتے، اس مسافر کی دردِ دل کی دعا کو قبول فرمالے اور ایسی محبت، ایسا یقین عطا فرمادے، ایسا تعلق نصیب فرمادے کہ ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں اور زندگی کی ہر سانس کو آپ پر فدا کردیں پھر میری حیات رشکِ افلاک ہوجائے گی، اختر کی خاک اور آپ سب کی خاک ان شاء اللہ تعالیٰ رشکِ افلاک ہوجائے گی کیوں کہ خالقِ افلاک کو ہم نے خوش کردیا، مگر اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ ایک سانس بھی اس کو ناراض کرنا بہت بڑا خسارہ ہے، اس سے بدترین کوئی وقت نہیں جو خدا کی ناراضگی میں استعمال ہو اور اس سے بہترین کوئی وقت نہیں جو مالک پر فدا ہو۔ بس دردِ دل سے میری یہ دعا ہے، میں اپنی دعا کی قبولیت کو آپ لوگوں کی آمین کا صدقہ سمجھتا ہوں، آپ حضرات دل سے کہہ دیجیے آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ دعا قبول فرمائے۔ اختر کہتا ہے کہ حضرت مفتی وجیہ صاحب کی برکت اور ان کے صدقے اور طفیل میں یہ مضمون بیان ہوا۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن یہ گھڑی نصیب ہوگئی، جس دن ہم اور آپ ایمان ویقین کے اس مقام تک پہنچ گئے کہ اپنے مالک کو ہر وقت خوش رکھیں، ایک لمحہ کو بھی ناراض نہ کریں تو ہماری آپ کی حیات سلاطین کے تخت وتاج سے بہتر ہوگی، آفتاب وماہتاب کے نور سے زیادہ قلب کو روشنی عطا ہوگی، لیلائے کائنات اور مجانینِ کائنات کیا بیچتے ہیں، دنیائے رومانٹک (Romantic) اور وی سی آر اور سینما والے کیا جانیں اس سکون کو جو اللہ تعالیٰ اپنے نام کے صدقے میں اپنے عاشقوں کے قلب کو عطا فرماتا ہے۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

www.khanqah.org

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُهٗ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب
اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

www.khanqah.org

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کرلیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کرکے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہوجائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللہُ اَللہُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

قیامت دو طرح کی ہیں، انفرادی اور اجتماعی۔ اجتماعی قیامت تو سب جانتے ہیں کہ زمین و آسمان، چاند و سورج اور کائنات کے ختم ہوجانے کا نام ہے۔ لیکن قرآن و حدیث کی رُو سے ایک انفرادی قیامت بھی ہے جو ہر فرد پر واقع ہوتی ہے۔ قیامت انفرادی ہو یا اجتماعی دونوں کی وجہ اللہ سے غفلت ہے۔ جب زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہیں رہے گا تو اجتماعی قیامت واقع ہوجائے گی اسی طرح جو دل اللہ سے غافل ہوجائے گا اس پر انفرادی قیامت دنیا ہی میں واقع ہوجاتی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''ثبوتِ قیامت اور اس کے دلائل'' میں اجتماعی اور انفرادی دونوں قیامتوں کو قرآن اور حدیث کے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ حضرت اقدس نے ثبوت قیامت کے جو منفرد دلائل دیے ہیں ان کی روشنی میں بڑے بڑے فلسفی اور سائنس دانوں کو یہ دلائل تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW062